مختصر سوانح حیات

حضرت اقدس صوفی **محمد اقبال** صاحب (مدنی) قدس سرہ

ماخوز از

حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ

اور

اُن کے خُلفائے کرام

(الجزء الثانی)

(ناشر)

حضرت مولانا محمد یوسف متالا (مدظلہ العالی)

دار العلوم العربیہ الاسلامیہ - ہول کمب

بری - انگلینڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر سوانح حیات

حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب (مدنی) قدس سرہ

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشر

ای میل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

٣ جمادی الاول ١٤٤٤

نام کتاب :۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہٗ
اور ان کے خلفائے کرام

الجزء :۔ الثانی

ترتیب و تجمیع :۔ (حضرت مولانا) محمد یوسف متالا
مہتمم دار العلوم ، بری ، لندن

سائز :۔ ۳۶ × ۲۳
۱۶

کتابت :۔ حسین احمد نجیب

سال طباعت :۔

تعداد طباعت :۔

صفحات :۔ چار سو بتیس (۴۳۲)

ہدیہ :۔

ناشر

(حضرت مولانا) محمد یوسف متالا

احمد برادرس پرنٹرز ناظم آباد کراچی

فہرست مضامین خلفائے کرام

عدد	عنوان	صفحہ
	تقدیم : از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہٗ خلیفۂ مجاز حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہ	۴
۱	حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہ العالی	۱۵
۲	حضرت مولانا منور حسین صاحب مدظلہ العالی	۴۷
۳	حضرت مولانا (صاحبزادہ) محمد طلحہ صاحب مدظلہ العالی	۹۰
۴	حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب مدظلہ العالی	۱۱۱
۵	حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ العالی	۱۲۰
۶	حضرت مولانا قاری عبدالمعید صاحب مدظلہ العالی	۱۴۹
۷	حضرت مولانا فیض الحسن صاحب مدظلہ العالی	۱۶۵
۸	حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مدظلہ العالی	۱۹۷
۹	حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مدنی مدظلہ العالی	۲۲۷
۱۰	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب متالا مدظلہ العالی لندن	۲۶۳
۱۱	حضرت مولانا معین الدین صاحب مدظلہ العالی	۳۲۲
۱۲	حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب مدنی مدظلہ العالی	۳۴۹
۱۳	حضرت مولانا مفتی محمد یوسف داؤد صاحب مدظلہ العالی برما	۳۶۸
۱۴	حضرت مولانا بھائی جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی	۳۸۶
۱۵	حضرت مولانا احرار الحق صاحب مدظلہ العالی	۴۰۰
۱۶	حضرت مولانا قطب الدین صاحب گیاوی مدظلہ العالی	۴۱۳

حضرت صوفی محمد اقبال صاحب

مہاجر مدنی زید مجدہم

اسم گرامی | محمد اقبال ابن ڈاکٹر خلیل الرحمن مرحوم ہوشیار پوری۔

پتہ | معرفت پوسٹ بکس 1196 مدینہ منورہ، سعودی عرب۔

تاریخ پیدائش | سنہ ۱۹۲۶ء۔

مکتبی تعلیم | چونکہ ہمارا خاندان کوئی دینی اور علمی نہیں ہے، ایک متوسط درجہ کی دینداری ہے جس کی وجہ سے بچپن میں سرکاری اسکول میں داخل کیا گیا، اور تیسری جماعت کے دوران قرآن پاک ناظرہ پڑھانے کے لئے حسبِ رواج مسجد میں ایک مکتب کے سپرد ہوا۔ استاذ صاحب ایک باخدا درویش صفت عالم باعمل حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کے شاگرد اور مُرید حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم صاحب قدس سرہٗ تھے، جو تعلیم کے ساتھ طلبہ میں دینی جذبات و دینی تربیت کے بڑے حریص تھے۔ چھوٹے بچوں کو تعلیم میں تعلیم الاسلام سے لیکر اردو، فارسی، عربی

کی ابتدائی تعلیم بھی دیتے اور اپنے عمل اور نصائح سے تربیت بھی فرماتے تھے۔

غالباً دو تین ماہ بعد والدہ مرحومہ کی بیماری کی وجہ سے میں نے مسجد میں جانا چھوڑ دیا جس پر گھر والوں نے کوئی توجہ نہیں کی کہ وہ مسجد میں بٹھلانے کی رسم پوری کر چکے تھے کیونکہ میری سکول کی تعلیم کے متعلق کسی کو کوئی شکایت نہ تھی بلکہ سکول میں محنتی اور اچھے طلباء میں شمار تھا اس لئے دینی تعلیم سے محرومی کو گوارا کر لیا گیا۔

عربی تعلیم کی ابتداء

اس کے تین سال بعد جبکہ چھٹی کلاس میں پڑھتا تھا تو خود بخود قرآن پڑھنے اور دینی علم حاصل کرنے کا شوق ہوا اور بطور خود حضرت قاری صاحب کے پاس حاضر ہو کر پڑھنا شروع کیا۔ اب انہوں نے پوری توجہ فرمائی اور اُردو کی دینی کتب بھی پڑھنے کے لئے دینا شروع کر دیں جس سے مجھ پر دینی جذبات کا خوب غلبہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ میٹرک پاس کرنے کے بعد آگے تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیا اور عالم دین بننے کیلئے حضرت مولانا علی میاں صاحب کی خدمت میں ندوۃ العلماء چلا گیا۔ حضرت قاری صاحب کی طرح حضرت مولانا علی میاں صاحب نے بہت ہی خصوصی توجہات سے نوزا اور مجھے بھی ان کے ساتھ عشق کے درجہ میں محبت ہو گئی۔ لیکن صحت پہلے سے کمزور تھی وہاں چند ماہ کے اندر سخت بیمار ہو گیا۔

حضرت مولانا سے ابتدائی عربی کی کتابیں اور کچھ ترجمہ قرآن پاک اور ریاض الصالحین پڑھتا تھا کہ حضرت مولانا نے میرے اندر اعلیٰ دینی ماحول کی طلب پاکر مجھے دارالعلوم دیوبند چلے جانے کا مشورہ دیا اور حضرت شیخ الفقہ مولانا اعزاز علی صاحبؒ کے نام اپنا سفارشی خط بھی دیا جس نے حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ کو بہت متوجہ کر دیا، مگر بدقسمتی سے وہاں بھی بیمار

ہی رہتا تھا۔ نور الانوار اور کنز الدقائق تک پہنچا تھا کہ بار بار بیمار ہو جانے کی وجہ سے تعلیم کا یہ سلسلہ ختم کرنا پڑا۔

اب اکابر کی اُردو تصانیف کے پڑھنے کا مشغلہ رہا خصوصاً حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہم کی کتب خوب پڑھیں۔ اب تک نماز روزے کے ساتھ ایک عام آدمی کی طرح پوری زندگی گزر چکی، اب خاتمہ کا منتظر ہوں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور حُسن خاتمہ سے نواز دے۔

نکاح تیس سال کی عمر میں ایک عالم باعمل حضرت اقدس مدنی کے خادم حضرت مولانا غلام فرید صاحب کی لڑکی سے نکاح بھی ہو گیا تھا اولاد کوئی نہیں ہوئی۔

ہوشیارپور پاکستان بننے سے پہلے ہمارے وطن ہوشیارپور میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، حضرت رائے پوری، حضرت تھانویؒ کے خصوصی متعلقین و مریدین کی ایک بڑی جماعت تھی جن کے باہم سیاسی اختلافات کے باوجود آپس میں بہت گہرا تعلق تھا۔ یہی میرا شب و روز کا ماحول تھا۔ پاکستان بننے کے بعد یہ ماحول بھی ختم ہوا۔

بچپن کی بیعت اسکول میں پڑھنے کے دوران چونکہ اکابرین کی کتابیں پڑھتا تھا۔ حضرت تھانویؒ سے بیعت کا شوق ہوا۔ مکاتبت رہی لیکن کم سنی کی وجہ سے حاضری کی نوبت نہیں آئی کہ حضرت کا وصال ہو گیا۔

سکول پڑھنے ہی کے زمانہ میں حضرت اقدس رائے پوریؒ جب ہوشیارپور تشریف لائے تو اُن کی زیارت اور دو روز اُن کی صحبت میں رہنا ہوا۔ لیکن بیعت کا شوق چونکہ حضرت تھانویؒ سے تھا اس لئے حضرت کے

اجل خلفاء میں سے حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ سے بیعت کرلی کہ وہ ہوشیارپور کے قریب ہی شہر جالندھر میں قیام فرماتھے انہوں نے طالب علمی اور کم سنی کی وجہ سے کوئی ذکر وشغل تو نہیں تعلیم کیا کچھ درود شریف اور باطنی اخلاقی اصلاح کی نصیحت فرمائی ۔ میں اس وقت غالباً بالغ بھی نہ ہوا تھا ۔

حضرت سے بیعت

اسی دوران رمضان المبارک میں میں اپنے قاری صاحب کے ساتھ مسجد میں معتکف تھا اور شمائل ترمذی کا ترجمہ خصائل نبوی کا مطالعہ کرتا تھا ۔ کہ مجھے خواب میں حضرت اقدس شیخ قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی اور اُن سے دودھ کا پینا بھی یاد پڑتا ہے ۔ اس خواب کے بعد جبکہ شمائل ترمذی میں " باب مزاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم " آیا تو ایک حدیث جس میں یا ابا عمیر ما فعل النغیر آتا ہے کی شرح میں حضرت نے تحریر فرمایا:

" اس حدیث

بندہ کے دل پر ان دو سطروں کا غیر معمولی اثر ہوا اور محسوس ہوا کہ یہ بات کسی عاشق صادق کے دل سے نکلی ہے ۔ بندہ چونکہ بیعت سلوک کا مقصد محبت و اخلاص ہی کا حصول سمجھتا تھا اس لئے دل میں پختہ ارادہ ہوگیا کہ اس کتاب کے مصنف ہی کو اپنا آقا اور مرشد بنانا ہے ، اور یہ شوق دل و دماغ پر اس قدر مسلط ہوا کہ اپنا پہلا بیعت ہونا یاد ہی نہ رہا ۔

لیکن حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی کتب کے مطالعہ سے اس بات کا خیال تھا کہ بیعت میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے ، پہلے آمد و رفت و تعلقات قائم کرکے مناسبت پائی جانے کے بعد ہی بیعت کروں گا ۔ چنانچہ دیوبند کے

زمانۂ تعلیم میں کچھ عرصہ بغیر بیعت کے حضرت شیخؒ سے تعلق رہا۔

پھر ۱۹۴۵ء میں ایک روز حضرت اقدس سے بیعت کی درخواست کی۔

اس پر حضرت نے بہت حیرانی اور تعجب سے جواب دیا کہ:

"اس بات کا مجھ سے کیا واسطہ، اس کے لئے میرے دو بزرگ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ اور حضرت اقدس رائے پوریؒ موجود ہیں۔ دیوبند تو تمہارا قیام ہے اور رائے پور بھی تم جاتے رہتے ہو ایک چاند ہے ایک سورج ہے جس طرف تمہارا خیال ہو ضرور بیعت ہو جاؤ۔"

مگر احقر نے کئی دن اصرار کے بعد جب یہ عرض کیا کہ مجھے حضرت ہی سے بیعت ہونا ہے اگر حضرت کسی وجہ سے بیعت نہیں فرماتے تو بندہ کسی اور جگہ بیعت ہی نہیں ہوتا۔ اس پر حضرت نے استخارہ کرنے کا حکم فرمایا۔ بندہ تعمیل ارشاد کے بعد جب بیعت کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت نہایت بشاشت اور ناقابل بیان خصوصی توجہ سے مدرسہ قدیم کی مسجد میں بیعت فرما کر ابتدائی معمولات مختصر تجویز فرما دیئے۔

بیعت کے بعد کسب فیض

اور پھر حضرت کی طرف سے اور حضرت کے حکم و ہدایات کے مطابق حضرت شیخ الاسلام اور حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہما کی خدمات میں اخذ فیض کا شرف حاصل ہوتا رہا اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سے تعلق ان حضرات اور دیگر مشائخ کی خصوصی توجہات کا ذریعہ بنتا رہا۔

اب تو لکھتے ہوئے شرم آتی ہے تقسیم ملک کے وقت بندہ جب نظام الدین سے پاکستان آ رہا تھا تو حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب قدس سرہٗ نے بندہ کے ہمراہ پاکستانی تبلیغی احباب کو میری غیبت میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

"دیکھو اس کا بہت خیال رکھنا یہ تمام بزرگوں کا منظور نظر ہے"۔

حضرت کی خدمت میں حاضری سے پہلے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا تو وصال ہو چکا تھا۔ اس وقت حضرت اقدس بیعت ہونے کی درخواست کرنے والوں کو عموماً حضرت مدنیؒ اور حضرت رائے پوریؒ ہی کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے حالانکہ یہ دونوں حضرات سلسلہ کی شاخ امدادیہ خلیلیہ میں سے نہیں ہیں، اور تبلیغ سے شغف رکھنے والوں کو حضرت جی مولانا یوسف صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ سے رجوع کا مشورہ دیتے۔ یہ جذبۂ خیر خواہی اور اخلاص مشائخ زمانہ کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

پہلی زیارت

حضرتؒ سے پہلی ملاقات ۴۴-۱۹۴۵ء میں دوران قیام ندوہ ہوئی، اس وقت بندہ کی عمر تقریباً انیس (۱۹) سال اور حضرت اقدس کی عمر مبارک تقریباً اڑتالیس (۴۸) برس کی تھی۔ بندہ لکھنؤ سے وطن جاتے ہوئے ایک روز کے لئے بغرضِ زیارت سہارنپور ٹھہرا تھا۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب کا تعارفی خط بندہ کے پاس تھا، بندہ رات کو بے وقت پہنچا اس لئے اپنے ایک واقف طالب علم کے پاس قیام کیا اور صبح بوقت چائے مع طالب علم ساتھی کے خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس طالب علم کو ڈانٹا کہ تم نے میرے مہمان کو اتنی دیر سے کیوں ملایا؟ بندہ سے نظام پوچھا عرض کیا کہ صرف ایک روز ٹھہرنے کی گنجائش ہے، صبح کی گاڑی سے گھر جانا ضروری ہے۔ حضرت نے ایک صاحب کے ساتھ مدرسہ، کتب خانہ وغیرہ سب دکھلایا، اور کھانے مجلس اور ملاقات کے اوقات بھی بتا دیئے۔

اصلاح چلتے چلاتے نہیں ہوتی

دوسرے روز اپنے خادمِ خاص مولوی نصیر الدین صاحب مرحوم کو

اہتمام سے حکم فرمایا کہ ان مولوی صاحب کو سب سے پہلے چائے سے فارغ کردو کیونکہ ان کی گاڑی کا وقت ہورہا ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ ایک روز ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اس پر بڑے تعجب سے استفسار فرمایا کہ :

"کیا بات پیش آگئی ؟ ملاقات ہوگئی ، مدرسہ دیکھ لیا ، اب کیوں ٹھہر رہے ہو جبکہ کل تو کہہ رہے تھے کہ ایک دن رہنا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ سہارنپوری مجھے یہاں سے بھگا رہا ہے ، ٹھہرنے کی وجہ پوچھ رہا ہوں کہ اگر کوئی چیز وغیرہ خریدنا ہو تو میں حضور کی کوئی مدد کرسکوں ؟"

عرض کیا کہ اور کوئی کام نہیں ہے، یہ سُنا ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں اصلاح ہوتی ہے۔ اس لئے ایک دن اور ٹھہر رہا ہوں۔ ہنس کر فرمایا :

" واہ ! تم سمجھتے ہو کہ گھر جاتے ہوئے راستہ میں لگے ہاتھ اصلاح بھی کرواتا جاؤں میں اس خدمت کے لئے بھی حاضر ہوں مگر یہ کام چلتے چلاتے نہیں ہوتا ، اچھا شوق سے ٹھہرو۔"

مُرشد کے انتخاب میں وجہ ترجیح

بندہ ، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی کتابیں کثرت سے پڑھ چکا تھا۔ جن کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ طبعی مناسبت اور حضرت کی توجہ مبارک سے بے اختیاری محبت محسوس کرکے مشائخ وقت میں سے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو اپنا مربّی و مرشد بنایا۔

حضرت میں منجملہ دیگر اوصاف کے بندہ کے اس وقت کے ناقص خیال میں ایک خصوصیت حضرت کی عمر شریف کا تھوڑا ہونا بھی تھا۔ اس وقت خیال تھا کہ بہت بوڑھا شیخ کیا تربیت ونگرانی کرسکتا ہے۔ اس خیال کا غلط ہونا خود حضرت شیخ کے بڑھاپے میں کام کرنے کو دیکھ کر ثابت ہوگیا۔

حضرت شیخؒ — شفیق مربّی مرشد

غیر ضروری سوالات پر لطیف تنبیہ!

بیعت کے بعد ابتدائی معمولات پر عمل کے ساتھ بندہ کو حضرت کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ رہنے اور دوری کی حالت میں حضرت کی کتب کا مطالعہ اور کثرت سے مکاتبت رہی، مگر اس مکاتبت میں بندہ کے اکثر اپنے عام حالات اور دُعا اور توجہ کی درخواست ہوتی تھی۔ اصلاح باطن اور سلوک کے متعلق بہت کم سوالات ہوتے تھے۔ جن کا مختصر اور شافی جواب حضرت مرحمت فرما دیتے۔

اور تصوف کی لائن کی کوئی بات اپنے حال سے اونچی یا غیر متعلق پوچھی تو اس طرح کا جواب ہوتا تھا کہ:

"یہاں تک تو ابھی میں بھی نہیں پہونچا۔"

حضرت کا اندازِ تربیت

معمولات کی پابندی کی اطلاع پر مسرت کا اظہار ہوتا اور سستی کی اطلاع پر تنبیہ ہوتی اور کسی اچھے حال کے اظہار پر کبھی سکوت اور کبھی معمولی مسرت کا اظہار ہوتا اور بدحالی اور مایوسی کے اظہار پر مسرت اور ہمت افزائی کا مضمون ہوتا۔

حضرت کے ہاں معمولات اور ذکر کی پابندی اور اعمال کی نگرانی اور اہمیت تھی، معاملات اور اخلاق کے معاملہ میں سخت گرفت تھی، لیکن باطنی سطحی احوال کی کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ اصل تعلق باللہ اور محبت کے احوال اور ذکر سے وابستگی پر زور تھا۔

ان سب باتوں کے متعلق تحریری ارشادات کم تھے۔ حضرت کے مختصر زبانی فقروں اور چہرہ مبارک کے انداز سے جوابات ملتے اور فیضِ صحبت سے راہنمائی ہوتی، اس لئے ان جذبات کو یاد کرکے تحریر میں لانا بندہ کی موجودہ بیماری کی حالت میں بہت مشکل ہے۔

تقسیم ملک سے قبل کے خطوط ہندوستان رہ گئے اور مدینہ پاک کے قیام سے قبل حضرت کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے خطوط بعض وجوہ سے میرے پاس محفوظ نہیں رہے، تلاش کرنے سے مل جائیں گے تو ارسال خدمت کرونگا۔

ذوق معاملات

بندہ چونکہ کم سنی سے حاضری اور علم سے بے بہرہ اور کند ذہن بھی ہے، اور حضرت کے مزاج مبارک میں نگرانی اور روک ٹوک اور ڈانٹ کی عادت نمایاں تھی جیساکہ اپنوں سے مزاح، خوش طبعی اور غیروں سے تسامح کرنا یہ اوصاف بھی نمایاں تھے۔ جتنا جتنا بندہ کا تعلق بڑھتا گیا اور بندہ کی تالیف قلب کی ضرورت کم ہوتی گئی حضرت کی طرف سے محاسبہ بھی بڑھتا گیا۔ اور آخری سالوں میں بندہ کی بیماریوں اور شاید کچھ محبت کی وجہ سے ابتدار کی طرح پھر تسامح اور دلداری کا معاملہ ہوگیا اس لئے بارہا فرماتے تھے کہ:

> "تمہیں ہر وقت اور ہر قسم کی بات کرنے کی اجازت ہے تمہارے اوپر کوئی قانون نہیں۔"

حتیٰ کہ میرے ایک عریضہ کے جواب میں گرامی نامہ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۸۰ء میں تحریر فرمایا:

> "ارے پاگل کب تک میری ناراضگی سے ڈرتا رہے گا، تم ان لوگوں میں نہیں ہو جن سے ناراض ہوں۔"

ڈانٹ کے واقعات یاد کر کے لکھنے کی اس وقت طاقت نہیں، چند واقعات پُرانے لکھے ہوئے میرے رسالہ "**عبرت آموز واقعات**" سے سے نقل کر دیتا ہوں۔

اسی طرح نمونہ کے طور پر ایک واقعہ دوسرے بھائی کا یہاں لکھتا ہوں:

ایک بار حضرت اقدس کے پرانے شاگرد اور تبلیغی جماعت کے کارکن جو ذکر و شغل کرتے تھے رمضان کا چلّہ گزارنے حجاز تشریف لائے تو حضرت کے حرم شریف کے اوقات میں حضرت کے ساتھ رہنے کا ارشاد تھا۔ وہ صاحب پہلے ہی دن جب حضرت نفلوں میں مشغول تھے تبلیغی جماعت کے حلقے میں چلے گئے۔ واپس ہوئے تو حضرت نے حرم ہی میں دھیمی آواز سے بہت زوردار ڈانٹ پلائی اور اس تبلیغی حلقہ میں جانے کو، جس کا حضرت کو بہت ہی اہتمام ہوتا تھا اور اس کو بہت اونچا کام فرماتے تھے، مٹرگشت اور تفریح کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔

اس سخت ناراضگی کے واقعہ پر ان صاحب اور ہم لوگوں کو بھی تعجب ہوا، لیکن حضرت کی عادت شریفہ معلوم تھی اس لئے بندہ کو خوشی اور امید بھی ہوئی کہ اب اس پر حضرت کی خصوصی توجہ پڑے گی کیونکہ اس ڈانٹ سے وہ خود متوجہ ہو گیا ہے چنانچہ اس سفر میں ان کو اجازت بیعت عطا فرمائی۔

سخاوت

"اتباعِ سُنّت" ص۸۲ سے نقل ہے:

"ایک مرتبہ حضرت اقدس کے پاس رقم آئی تو حرم شریف میں بیٹھے ہوئے جبکہ تنہا بندہ ہی قریب بیٹھا ہوا تھا پانچ ہزار ریال (پندرہ ہزار پاکستانی روپے) بندہ کو عنایت فرمائے۔ اس وقت بندہ بعض اسفار میں

اخراجات کی وجہ سے کچھ مقروض تھا مگر اللہ کے فضل سے اس قرض کا کسی کو علم نہیں تھا حتیٰ کہ قرض دینے والے کو بھی علم نہ تھا ۔ کیونکہ اس زمانہ میں میرے پاس بہت سے حضرات کی امانتیں رہتی تھیں جن میں سے خرچ کرنے کی مجھے اجازت امانت رکھنے والوں کی طرف سے ہوتی تھی ۔ اس کے علاوہ کئی دفعہ بندہ کو بڑی بڑی رقمیں مرحمت فرمائیں ۔

تربیت

وساوس کا علاج

" وساوس " کے متعلق عام طور پر جواب دیا کرتے تھے کہ " عدمِ التفات ہی اس کا علاج ہے پرواہ نہ کرو "

ریا کا علاج

" ریا " کے متعلق شروع میں ایک دفعہ فرمایا کہ :

" سب لوگوں کے دل تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ نہ چاہیں تو دوسرا کیسے خوش ہو سکتا ہے ، بلکہ اگر ریاکاری کو اللہ تعالیٰ دوسرے پر ظاہر کر دے تو الٹا ہی اثر ہوگا ۔ اس کو سوچ کر نیت درست کر لیا کرو ۔ "

بعد میں ایک دفعہ ایسا تحریر فرمایا کہ :

" ریا وغیرہ کی فکر مت کرو ۔ انشاء اللہ یہ سب باتیں ختم ہو جائیں گی ذکر توجہ سے کیا کرو ۔ "

حُبِّ جاہ و مال کا علاج

حب جاہ و مال کے متعلق ایسا فرماتے :

" کچھ بھی کر دمقدر میں کمی زیادتی نہیں ہوتی ۔ "

ان چیزوں سے متعلق قصے سنانے کا بھی حضرت کا عام معمول تھا ۔

تکبر اور متکبر کی اصلاح

اُمّ الامراض "تکبر" کے ازالہ کی تو بہت ہی فکر رہتی تھی۔ کسی حرکت وسکون میں اس کا اثر محسوس فرما کر اپنا رُخ اور آنکھ بدل لیتے تھے، تعلق والے کے لئے وہی کافی ہوجاتا۔ اس کے برعکس تواضع کی کیفیت محسوس فرما کر بہت ہی توجہ اور شفقت فرماتے۔

شکایات کے بارے میں معمول

کسی کی شکایت سننا جس کا منشا دوسرے کی توہین اور اپنی بڑائی ہو حضرت کو بہت ناگوار تھا جس کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا تھا۔ کبھی بے التفاتی سے۔ کبھی اپنے اوپر لیتے کہ بھائی میرے اندر یہ سب کچھ ہے۔

اگرچہ مریدین اور متعلقین کے (متعلقین میں دنیا بھر کے دین کے سارے شعبوں میں کام کرنے والے شامل ہیں۔ گویا کہ حضرت اپنے کو سب کا ذمہ دار خیال فرماتے تھے) تفقد حالات کا خصوصی اہتمام تھا۔ اس بنا پر اچھے بُرے حالات کو خود بھی دریافت کرتے اور اخلاص سے جو کوئی شکایت سُناتا اس پر توجہ فرماتے۔ اس میں بات چھپانے والے صوفی مزاج سے حضرت کو زیادہ مناسبت نہیں تھی، حتیٰ کہ قریب کے سالوں میں خود بندہ کو مجلسِ ذکر میں خالی بیٹھے ہوئے کو (کیونکہ بوجہ بیماری ذکر جہر نہیں کرسکتا تھا) اپنے پاس تخلیئے میں بلالیتے اور فرماتے کہ "چلو بات سُنادو" بلکہ بعض دفعہ یہاں تک فرمادیتے کہ "آؤ ہم غیبت ہی کرلیں"۔

حضرت کی کچھ نصائح غیبت اور تکبر اور عُجب سے متعلق رسالہ "الاعتدال" "اُمّ الامراض"، "آپ بیتی"، "شریعت وطریقت کا تلازم" میں درج ہیں۔ اور رأس الخطیۂ یعنی حبّ دنیا کے ازالہ کے لئے حضرت کی پوری کتاب

"فضائلِ صدقات" ہے۔

تلقین ذکر کے بارے میں معمول

ذکر کے بارے میں یہ ہے کہ حضرت اقدس نے ۱۳۷۴ھ میں نظام الدین کے ۳ ماہ قیام کے دوران ذکر بالجہر نفی اثبات کی صرف ایک تسبیح بہت اہتمام سے خود تلقین فرمائی۔ بعد میں نفی اثبات تین اور اسم ذات پانچ کر دیا۔ پھر پوری بارہ تسبیح کی اجازت فرمادی۔

حضرت کے حکم سے رائے پور حاضری ہوتی تھی۔ اس لئے وہاں قادری طریقہ پر ذکر کرنا بھی سیکھ لیا۔ لیکن اپنا معمول حضرت کا تلقین کردہ طریقہ چشتیہ ہی رہا۔

ایک مرتبہ مرکز تبلیغ (مسجد نور) مدینہ منورہ میں جبکہ حضرت کا قیام مرکز ہی میں تھا اور احقر خوب ذکر جہر کرتا تھا تو ذکر کے بعد سوگیا۔ خواب میں حضرت اقدس کو چارپائی پر لیٹے ہوئے دیکھا، مصافحہ کرنے کے لئے قریب ہوا تو دیکھا کہ اس چارپائی پر سید الکونین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، بندہ ہیبت سے چارپائی کے پاس بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ پر کوئی توجہ فرمائی جس سے سارے جسم کا گوشت پھڑکنے لگا اور عجیب لذت محسوس ہوئی۔ اس میں آنکھ کھل گئی۔ اسی وقت حضرت سے خواب بیان کیا، فرمایا کہ یہ سلطان الاذکار کی توجہ ہے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد بندہ بیماریوں کی وجہ سے ذکر جہر کرنے کے قابل نہ رہا تو حضرت نے ذکر خفی تعلیم فرمایا۔ اسی دوران پاس انفاس اور مراقبہ معیت بھی تلقین فرمایا۔ بندہ کو ذکر خفی قلبی سے زیادہ محبت ہوگئی اور اس لائن کے ذکر کی کئی اقسام کی مشق ہوگئی۔ اس لئے حضرت نے نقشبندی اذکار کا

رسالہ "شجرۂ نقشبندیہ" احقر سے لکھوایا کہ حضرت چند سال پہلے اس ذکر کے فروغ کی طرف بھی بہت متوجہ تھے، کیونکہ ذکر جہر کرنے میں بعض کو موانع پیش آتے ہیں اور بعض کی طبیعت کو جہر سے مناسبت نہیں ہوتی۔

بندہ کو ذکر خفی کے اشتغال کے دوران سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کی خواب میں دو دفعہ زیارت ہوئی۔ ایک دفعہ اپنے کو ان کے پیچھے چلتے دیکھا اور ایک دفعہ ان سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو حضرت نے بجائے مصافحہ کے میرا ہاتھ کھینچ کر مجھے اپنے سینہ سے لگالیا اور اسی کی لذت میں آنکھ کھل گئی۔ خواب کی لذت جاگنے کے بعد دیر تک قائم رہی۔

خلافت احقر کو اجازت اور حضرت الحاج ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب دامت برکاتہم کو اجازت سہارنپور میں شبِ عید ۱۳۸۷ھ ہوئی۔

اس موقعہ پر ایک مصلّیٰ عنایت فرمایا تھا اور جو ہدایت فرمائی تھی وہ بھی ڈاکٹر صاحب کو بلفظہٖ یاد ہے وہیں سے معلوم ہو جائے گا۔ البتہ اس سے پہلے کا حال لکھتا ہوں۔

مدینہ منورہ سے ہمارے سہارنپور پہنچنے پر حضرت کی ہمارے اُوپر خاص توجہ تھی، ملاقات پر سینہ مبارک سے لگا کر حضرت پر گریہ طاری ہوا۔ جب کتاب کی مجلس میں "ارشاد الملوک" شروع ہوئی تو بندہ پر بھی بے اختیار گریہ طاری ہوا حالانکہ کتاب کئی بار پہلے بھی پڑھ چکا تھا۔

اس پہلے ہفتہ حضرت نے حسب معمول مغرب بعد کی مجلس شروع ہونے پر ٹھنڈا پانی نوش فرمایا اور بچے ہوئے پانی کے لئے خادم خاص بھائی ابوالحسن مدظلہ

سے فرمایا کہ " یہ صوفی اقبال کو دے دو " میں مجمع میں بیٹھا ہوا تھا جلدی سے جھپٹ کر دو گھونٹ بھرے تو ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے بھی اشارہ کیا تو حضرت نے فرمایا " لاؤ ان کو اور دے دیتے ہیں " چنانچہ ان کو مستقل تبرک کر کے عنایت فرمایا۔ وہ گھونٹ اندر جاتے ہی بندہ کی عجیب کیفیت ہوئی جو بیان سے باہر ہے، ایسے معلوم ہوا گویا کہ کوئی زبردست روحانی چیز اندر داخل ہوئی۔ جس سے شدید گریہ طاری ہوا جس کو مجلس کی وجہ سے بہت کچھ ضبط کیا۔

حضرت نے اعتکاف کی جگہ بھی اپنے بالکل قریب اہتمام سے دلوائی۔ اس رمضان میں بندہ پر اپنی بدحالی پوری طرح واضح رہی اور دوسری طرف حضرت کا خوف اور رعب بہت طاری رہا۔ حالانکہ بچپن ہی سے حضرت سے قدیم تعلق رہا اور کوئی حجاب نہیں تھا۔

آخری عشرہ میں ایک دن خواب دیکھا کہ ایک بڑا ہال کمرہ انوار سے بھرا ہوا ہے اس میں ایک بزرگ تشریف فرما ہیں گویا دین و دنیا دونوں کے بادشاہ ہیں اکیلے تشریف فرما ہیں۔ بندہ کے دل میں وہ حضرت شیخ ہی ہیں اگرچہ انوار کی کثرت میں چہرہ صاف دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مجھے کسی نے کہا کہ " ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ ان کو فرما گئے ہیں " دل میں خیال تھا کہ میرے متعلق فرمایا۔

بندہ نے رعب کی وجہ سے اس خواب کا ذکر حضرت سے نہیں کیا۔

اس کے بعد حضرت نے ہم دونوں کو بلا کر حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے وہ الفاظ جو انہوں نے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کو بیعت کرنے کے ساتویں دن روز فرما دئیے تھے کہ :

" مجھے جو کچھ دینا تھا دے دیا "

اس قصہ کو سُنانے کے بعد ہمیں ایسے فرمایا کہ "تم لوگوں نے وقت گزارا میرا تو اتنا ہی کام تھا۔ اب اس کو قائم رکھنا اور بڑھانا تمہارا کام ہے" اور ہمیں رخصت کر دیا۔

ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت کی بات کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا کہ بزرگ تسلی دیا کرتے ہیں اور ہمت دلایا ہی کرتے ہیں۔

اس کے بعد مجلس عام میں ایک قصہ سُنایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ کسی کو کوئی نعمت ملے تو حسد نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ بہت مہلک چیز ہے۔

اجازت کے بارے میں

اجازت بیعت کے متعلق فرمایا کہ "بعض آدمی کے متعلق مجھے اجازت دینے کا خیال ہی نہیں ہوتا لیکن میں اس پر مجبور کیا جاتا ہوں (یعنی داعیہ غیبی الہام مراد ہے) اور بعضوں کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ اس کو اجازت دوں مگر اس امر کی مجھے اجازت نہیں ملتی"

احقر کو اجازت ملنے کے بعد خیال ہوا کہ شاید اس روز کی مذکورہ بالا تقریر ہم دونوں کو اجازت فرمانے کی وجہ سے کی ہو کیونکہ شاید غیر علماء میں پہلے ہم ہی تھے جن کو اجازت ملی۔

بقائے سلسلہ کی حرص

اس سلسلہ میں چونکہ حضرت کے مدینہ منورہ آنے کے بعد الحمد للہ قیام تو ساتھ ہی رہا اور میں خدام پارٹی میں شامل رہا اس لئے رمضان کے لئے جہاں حضرت تشریف لے گئے مجھے بھی ہمرکابی نصیب رہی۔ اس دوران میں جب حضرت کو بعض اپنے سے متعلق دوستوں کے احوال یا ان کے خطوط سُناتا تو حضرت فرماتے کہ:

"اس کو میری طرف سے یا اپنی طرف سے اجازت لکھ دو۔"

اور بعض کے متعلق فرمایا کہ :

"اس کو بیعت کی اجازت دے دو۔"

اس پر جب بندہ شرمندگی کا اظہار کرتا تو حضرت فرماتے کہ :

"بھائی اب یہ کام تم ہی لوگوں کو کرنا ہے، تم ہی دوستوں سے مجھے اس سلسلہ میں امید ہے۔"

چنانچہ ایک خط ۱۹۸۰ء بقلم مولوی شاہد صاحب از سہارنپور میں ایک صاحب کے متعلق تحریر فرمایا کہ :

"اگر وہ اجازت وخلافت کے اہل ہیں تو میری یا اپنی طرف سے ان کو اجازت دے دو۔ میرے پیارو! میں تو نبٹ گیا اب تو تم ہی کرو۔ اتنا ضرور عرض کروں گا کہ تواضع میں سلسلہ منقطع نہ ہوجائے۔ کاش! میں کسی قابل ہوتا تو تم لوگوں کی خوشامد نہ کرتا۔"

"..... کے حالات جو تم نے لکھے اللہ تعالیٰ ان کو ترقیات سے نوازے اور سلسلہ کے برکات سے نوازے میری طرف سے بیا مًا ان کو اجازت دے دینا یا تم ہی دے دینا۔

اپنے اندر ایک بات جی خوش کرنے کی پا رہا ہوں اور مجھے ہمیشہ اس پر ناز رہا کہ بزرگوں کو مجھ سے ہمیشہ تعلق رہا خواہ وہ حسینی ہوں یا اشرفی۔ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہٗ کا وعدہ تو تمہیں بھی یاد ہوگا میں اپنا خیال ..... کے متعلق لکھ چکا ہوں صوفی جی اب تو سلسلہ کو چلاؤ۔"

ذکر وشغل اور تربیت باطنی کی لائن کے خطوط کے جوابات کے متعلق حضرت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "اس کا جواب تم لکھ دو" حتیٰ کہ اگر میں بیمار ہوتا تو خطوط

گھر بھیج دیتے۔ عام خطوط کے جواب خود لکھ کر ڈاک میں ڈال دیتا لیکن اگر کوئی مشکل مسئلہ یا کیفیت ہوتی تو اس کا جواب لکھ کر حضرت کو سنا دیتا۔ حضرت ہمیشہ تصویب اور خوشی کا اظہار فرماتے اور دعائیں دیتے۔

اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ حضرت نے بندہ سے امتحاناً پوچھا کہ "فلاں کے متعلق اجازت کا خیال رہا ابھی طے نہیں کیا تمہارا کیا اندازہ ہے"۔ بندہ ہنس پڑتا کہ حضرت مزاح فرما رہے ہیں۔ پھر زور سے فرماتے کہ "تکلف نہ کرو کیونکہ تمہارا ان سے جوڑ ہے اپنا خیال بتاؤ"۔ کبھی بندہ عرض کرتا کہ کچھ عرصہ اور دیکھ لیا جاوے۔ فرماتے "ہاں میرا بھی یہی خیال ہے"۔ لیکن بندہ سے استفسار پر جب محسوس ہوتا کہ ارادہ مبارک پختہ ہے تو عرض کرتا کہ حضرت بہت اچھا ہے انشاء اللہ مبارک ہے۔

چنانچہ وصال کے بعد اپنی نہایت بدحالی لاتوانی کی حالت میں جب میرے بزرگ احباب نے مجھے پاکستان رمضان کرنے کا حکم فرمایا کہ میں محض حضرت کی وصیت پر عمل کرنے کی اپنی سی کوشش کرنے کے خیال سے اس شرط پر اپنے محترم بزرگ حضرت الحاج عبدالحفیظ صاحب سے عرض کیا کہ چونکہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ بھی سفر کا آخری فیصلہ روضۂ شریف سے اشارہ پر فرمایا کرتے تھے اور اس میں آپ کے مکاشفات کو اہمیت دیتے تھے لہٰذا اگر میرے سفر سے متعلق بھی وہاں سے کوئی اشارہ ہو جائے تو میں تیار ہوں ـــــــ (حضرت الحاج کے تمام مکاشفات کو حضرت قبول فرما کر اپنے روزنامچہ میں درج کرواتے تھے اور وہ سب شریعت کے موافق ہوتے تھے جبکہ بعض دوسرے حضرات کے مکاشفات کو صرف سُن لیتے درج نہ کرواتے اور اگر شریعت کے خلاف ہوتا تو تنبیہ فرماتے یا تعبیر فرماتے ـــــــ چنانچہ انہوں نے دوسرے روز اپنا مکاشفہ مبارک

بیان فرمایا جس کو حضرت کی اتباع میں حضرت کے جانشین صاحبزادہ حضرت مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم نے روزنامچہ میں درج کروایا اور مجھے دعائیں دے کر پاکستان جانے کی اجازت فرمادی ۔

چنانچہ بندہ رمضان کا چلّہ کروانے کے نام سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی خانقاہ میں راولپنڈی حاضر ہوگیا ۔ وہاں جاکر وہاں کے لوگوں کی محنت اور احوال و ترقیات دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہوتا تھا اور اپنی یتیمی اور تہی دستی و نااہلی خوب واضح ہوئی ۔ اس کا یقین ہوگیا کہ سب کچھ ہادیٔ مطلق اور فیاض حقیقی جلّ شانہ کی طرف سے ہے ہما شما کا محض نام ہے لہٰذا مجھے یا کسی کو بزرگوں کے ارشاد کی تعمیل میں پہلوتہی نہیں کرنی چاہئے ۔ شاید سچوں کے طفیل میں اس جھوٹے کو بھی نواز دے ۔

تالیفات کا حکم

(نوٹ : ذیل میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کے چند ارشادات جو حضرت صوفی صاحب کے رسائل کے بارے میں ارشاد فرمائے بعینہٖ نقل کرکے حضرت صوفی صاحب کی کتب کی فہرست مع کیفیت و تفصیل خود ان کی مرتب کردہ پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین خود اندازہ فرمالیں کہ ؏

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

(مرتب) ۔

ارشادات حضرت شیخ قدس سرہٗ

حضرت قطب الاقطاب اپنی کتاب " فضائل تجارت " میں اس کو تصنیف فرمانے کے بعد بیان کرکے تحریر فرماتے ہیں کہ :

"آج ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ شب چہار شنبہ مسجد نبوی میں اس کی بسم اللہ تو کرا دی اور اپنے مخلص دوست صوفی اقبال صاحب جن کی کئی تصانیف میرے ہی کہنے سے لکھی جا چکی ہیں اور شائع ہو چکی ہیں ان سے درخواست کی ہے کہ اپنے پورا کرنے کی تو امید نہیں ہے وہ پورا کردیں۔ مگر چچا جان کی توجہ سے خود ہی لکھوا دیا۔"

۲۔ رسالہ "اکابر کا تقویٰ" میں رسالہ کی اہمیت تحریر فرما کر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"آج ۲۸ر ذیقعدہ ۹۷ھ مطابق ۹ر نومبر ۷۷ء کو مسجد نبوی میں یہ سطور لکھوا کر صوفی صاحب کے حوالہ کرتا ہوں کہ آئندہ اس کی تکمیل وہ فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے کہ وہ بھی عرصہ سے بیماری میں میرے قریب قریب ہی چل رہے ہیں مگر چونکہ اس جذبہ میں میرے ساتھ ہیں اس لئے ان کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان سے اس کی تکمیل کرائے اور ان کے لئے اس کو صدقہ جاریہ بنائے۔ فقط

۳۔ رسالہ "ابتدائی اذکار و اشغال برائے متوسلین حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بہت ہی مناسب ہے بہت ہی جی خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ دونوں (مرتب اور ناشر بھائی یحییٰ صاحب) کو اپنے فضل و کرم سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں نے خود بھی اس کو سن لیا بہت مناسب ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تمتع کی توفیق عطا فرمائے میں اپنے دوستوں کو خاص طور سے اس کتاب کو مطالعہ میں رکھنے کی تاکید کرتا ہوں اور جن لوگوں کو اس کتاب کے متعلق معلوم نہ ہو ان کو پتہ

بتادیا جائے ۔ ۳۰ ؍ دسمبر ۱۹۸۰ء "

۴ ۔ رسالہ " محبت " طبع اول کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ :

" اس ناکارہ نے صوفی اقبال صاحب کا رسالہ سُنا ، ماشاء اللہ بہت اونچے مضامین کو بہت آسان طریقہ سے سمجھایا ہے "

۵ ۔ " شجرۂ نقشبندیہ مع طریقہ ذکر خفی بطریق تعلیم حضرت اقدس " اس رسالہ کے پہلے دو صفحے خود حضرت نے املاء کراکر تکمیل کے لئے احقر کے سپرد کیا حضرت نے سُن کر اپنے خرچ سے چھپوایا ۔ ختم ہونے پر دوبارہ چھپا ۔

دیگر رسائل کے متعلق حضرت کی تصویب اور خود چھپوانا فہرست میں مختصر درج ہے ۔ بعض کے متعلق حضرت اقدس کی تحریر اور دیگر حضرات علماء کے خطوط احقر کے پاس محفوظ اور احباب کے نام بھی خطوط ہیں ۔

نوٹ : مندرجہ بالا تفصیل رسالہ صقالۃ القلوب کی وجہ سے تحریر کرنا پڑی کیونکہ اس میں ذکر کے طریقے لکھنے میں اختصار اور حضرت کی طرز کو اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو بعض حضرات کے لئے نئی چیز ہوگی ۔ حضرت کے متوسلین کے لئے حضرت کے اعتماد اور تصویب کی ضرورت ہے ۔ طریقوں کے متعلق رسالہ نمبر ۲ اور ۴ میں حضرت کی تحریر کافی ہے ۔ طریقوں میں اس قدر اختلاف ہے کہ ایک ہی سلسلہ کے مختلف مشائخ کے ہاں تھوڑا تھوڑا فرق ضرور ہے ۔ بلکہ بعض اشغال اور طریقوں میں شدید اختلاف ہے ۔ جو حقیقت اور ضرورت اور مصالح کی بناء پر باعث رحمت ہے ۔

وہ **رسائل** جن کے مرتب کرنے اور طبع کرانے میں حضرت شیخؒ سے اجازت نہیں لی گئی، حسب ذیل ہیں:

کیفیت	نام رسائل
مرتب نے پاکستان میں پہلی بار خود طبع کرایا۔ بعد میں ہند و پاک میں مختلف اداروں نے کئی دفعہ طبع کیا۔	۱۔ عبرت آموز واقعات
پہلی بار پاکستان میں باہتمام بھائی حافظ صغیر احمد صاحب مجاز حضرت شیخؒ نے بذریعہ ادارہ اسلامیات لاہور طبع کرائی اور اخراجات بھی خود ہی کئے۔ اب اس کا انگریزی گجراتی ترجمہ زیر طبع ہے۔	۲۔ محبتیں (حصہ اول) یعنی محبوب العارفین
پہلی بار لاہور میں باہتمام حافظ صغیر احمد صاحب نے بذریعہ ادارہ اسلامیات خود اخراجات کرکے طبع کرائی۔ بعد میں حضرت مولانا یوسف مجاز حضرت شیخ نے دار العلوم بری انگلینڈ سے دوبارہ طبع کرائی۔ انگریزی زیر طبع ہے۔	۳۔ محبتیں (حصہ دوم) یعنی بہجۃ القلوب فی مبشرات النبی المحبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ "**رسائل**" جن کو حضرت کے حکم سے مرتب کیا گیا یا حضرت نے سن کر پسند فرمایا اور طبع کرانے کا حکم دیا اور

طباعت کے اخراجات کا کل یا جز خود اپنے پاس سے عطا فرمایا اور ان رسائل کو متعدد بار زبانی اور تحریری ارشاد فرمایا کہ "یہ میری ہی کتب ہیں" اور حضرت کی مجالسِ عام میں سُنائے گئے۔ ان کی فہرست مع کیفیت حسبِ ذیل ہے:

۴۔ اکابر کا سلوک و احسان	پہلی بار مرتب نے پاکستان سے طبع کرایا پھر ہندوستان میں حضرت اقدس نے دوبارہ طبع کرایا۔
۵۔ اکابر کا تقویٰ	پہلی بار مرتب نے پاکستان میں طبع کرایا پھر پاک و ہند میں کئی دفعہ طبع ہوا۔ کلی اخراجات حضرت نے عطا فرمائے۔
۶۔ اُمّ الامراض طبع ثانی	پہلی بار مرتب نے پاکستان میں طبع کرایا پھر پاک و ہند میں کئی دفعہ طبع ہوا۔ کلی اخراجات حضرت نے عطا فرمائے۔
۷۔ فیضِ شیخ	پہلی بار مرتب نے پاکستان میں طبع کرایا اخراجات کی زیادہ رقم حضرت نے عطا کی پھر ہندوستان میں اشاعت العلوم نے طبع کیا اور پاکستان میں بطورِ خود کئی دفعہ طبع ہونا معلوم ہوا۔
۸۔ شجرۂ نقشبندیہ مع طریقہ ذکرِ خفی	پہلی بار مرتب نے پاکستان میں طبع کرایا اخراجات حضرت نے دیئے، پھر دوبارہ پاکستان میں بھائی عارفین نے اسلامک پبلیکیشنز سے طبع کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت کے حکم سے مرتب کیا تھا۔
۹۔ آداب الحرمین	پاکستان میں مرتب نے طبع کرایا حضرت اقدس

	نے اخراجات میں مدد فرمائی ۔
۱۰ ۔ محبت طبع ثانی	پاکستان میں مرتب نے طبع کرایا حضرت کے مجاز مولانا یحییٰ مدنی نے کل اخراجات برداشت کیئے ۔
۱۱ ۔ ابتدائی اذکار واشغال	پاکستان میں مرتب نے طبع کرایا ۔حضرت کے مجاز مولانا یحییٰ مدنی نے کل اخراجات برداشت کیئے (باجازت حضرت شیخ)
۱۲ ۔ صقالۃ القلوب	پاکستان میں مرتب نے طبع کرایا حضرت اقدس نے خصوصی طور پر مرتب کرنے کا امر فرمایا تھا' ایک مجاز نے اخراجات اپنے ذمہ لئے اور نام ظاہر کرنے کو منع کر دیا ۔
۱۳ ۔ نصیحت آموز خط	پاکستان میں احقر نے طبع کرایا ۔ اس کو حضرت ہی نے مرتب کروایا اور مسودہ سُنکر فوراً طبع کرانے کا حکم فرمایا اخراجات میں بطور برکت شرکت فرمائی دیگر اخراجات دوسرے احباب نے دیئے ۔ طباعت کے بعد کچھ اشکالات کی بناء پر متعدد بار سُنا اور تقریری وتحریری پُرزور تائید فرمائی اور خود تقسیم بھی کروایا اور ضمیمہ کا اضافہ کروایا' جس میں ایک رویا صالحہ پر فرمایا کہ اس میں رسالہ کی پوری تائید ہوگئی ۔
۱۴ ۔ نصیحت آموز خط (انگریزی)	مدینہ منورہ میں حضرت کی اجازت سے

	انگریزی میں ترجمہ ہوا، پاکستان میں چھپا۔
۱۵۔ دعوت و تبلیغ میں ذکر کی اہمیت	افریقہ کے سفر میں حضرت نے مرتب کرنے کا حکم فرمایا، معہد اسلامی افریقہ نے طبع کیا، جو حضرت شیخ کے مجاز مولانا احمد میاں صاحب کے زیر اہتمام ہے۔
۱۶۔ تبلیغ میں اعتکاف کی اہمیت میں حضرت کا اہم مکتوب	لندن کے سفر میں حضرت نے مرتب کرنے کا حکم فرمایا، حضرت کے مجاز مولانا یوسف متالا نے طبع کرایا۔
۱۷۔ تنقید و حق تنقید	حضرت کے مجاز مولانا یوسف لدھیانوی کا مضمون ہے جس کو کچھ اضافہ کے ساتھ دوبارہ طبع کرانے کا حضرت نے حکم فرمایا۔ پاکستان میں حضرت کے اخراجات پر طبع ہوا۔

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "اس کا جواب تم لکھ دو" حتی کہ اگر میں بیمار ہوتا تو سوتے

۱۵ ـ کہیں شراکت کا حکم نہیں فرمایا ۔ البتہ جیسے کہ ۱۴ سے ظاہر ہوگیا ۔ عوامی سطح کے آسان رسائل لکھتے رہنے کا حکم فرمایا ۔

اسی طرح ایک عالمی باطل تحریک "جماعت اسلامی" کے خلاف بعض اہل علم جن سے میرا خصوصی تعلق رہا ان کے نام خطوط لکھوائے تاکہ وہ اس باطل فرقہ کے استیصال کی طرف متوجہ ہوں جیسے کہ اپنا نجی خط "فتنۂ مودودیت" کے نام سے شائع ہونے پر مسرت فرمائی ۔ اور اس کے بہترین نتائج بھی سامنے آئے ۔

اسی طرح ایک دوسری عالمی تحریک جو بے حد مفید ضروری اور حق ہے ، اس میں جب اس کے چھ بنیادی نمبروں میں سے دو یعنی ۳ و ۵ میں جو تحریک کی رُوح ہے کی کمی محسوس کی تو بندہ سے تین رسالے "عبرت آموز خط" "دعوت وتبلیغ میں ذکر کی اہمیت" اور "اعتکاف کی اہمیت" کو لکھوا کر شائع کروایا ۔

ان رسالوں کی اشاعت کروانے کی وجہ جو رسالہ "اعتکاف کی اہمیت" میں جو اہم گرامی نامہ کے نام سے شائع ہوا کے صفحہ ۲۰ پر درج ہے ۔[1]

تبلیغ کے سلسلہ میں بندہ سے حضرت نے جو رسائل لکھوائے اہل بصیرت کے نزدیک یہی کام میں بڑا تعاون ہے ۔ اگرچہ حضرت کے مقام کو نہ سمجھنے والوں اور کام کے ظاہر پر ہی نظر رکھنے والوں نے اس کو غلطی سے تبلیغ کی مخالفت سمجھا جس کا اظہار خود حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کے والا نامہ میں ہے جو "نصیحت آموز خط" کے ضمیمہ میں خط کشیدہ سطور میں درج ہے ۔ اور اسی ضمیمہ میں جو رویاء صالحہ حضرت کے دوسرے والا نامہ میں ہے اس پر حضرت ہی نے بندہ سے فرمایا کہ " اس میں تمہارے

---

[1] اس موضوع پر مولانا کفایت اللہ پالن پوری ، حضرت شیخ قدس سرہٗ اور صوفی اقبال صاحب ، تینوں حضرات کے مکتوبات آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہوں ۔ حسین احمد نجیب

نصیحت آموز خط کی تائید ہوگئی ، اسی بناء پر اس کو ضمیمہ میں شامل کروایا "۔
اب جس بات کی قطب الاقطاب زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کرنا کہہ رہے ہوں اس رسالہ کو مضر سمجھنا انتہائی ناواقفیت یا تجاہل کی بات ہے۔

مکتوب گرامی اوراس کو شائع کروانے کی وجوہات

نقل خط مولانا کفایت اللہ پالنپوری مدظلہ العالی

سیّدی و مرشدی و مولائی دامت برکاتہم ۔
السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آج دو رمضان کی رات میں سہارنپور حاضری ہوئی میرے ساتھ حاجی حبیب خان جنہوں نے حضرت والا کی خواہش معلوم ہونے پر " تربیت السالک " چند سال پیشتر طبع کروائی تھی ، صوبی خالد بیوی بھی ہیں ، افریقہ کی بہت کوشش کی مگر نہ ہوا۔ اگر عشرۂ آخیرہ کا رمضان مل جائے فبہا ، ورنہ آئندہ میں نے عشرہ آخیرہ کے اعتکاف کا وعدہ کرلیا ہے اور بھائی مولانا طلحہ صاحب کی خدمت میں ۱۵؍ رمضان تک قیام ہوگا ۔ دنوج میں حسب سابق اعتکاف اوّل ماہ سے اس لئے نہیں کیا جاسکا کہ وہاں ایک مُبلّغ نے یہ کہہ دیا کہ اعتکاف تبلیغ کے لئے مضر ہے اور جب اُس سے کسی نے سوال کیا تو کہنے لگے کہ اکابر تبلیغ فرماتے ہیں ۔ اس حال میں وہاں اعتکاف کرنے سے پارٹی بندی کا شدید خطرہ تھا ۔ اس خطرہ کی وجہ سے وہاں اعتکاف نہیں کیا گیا اور اس کے بجائے آئندہ میں عشرہ آخیرہ کے اعتکاف کا وعدہ کرلیا یعنی اگر افریقہ کا نظام نہ بنا ۔

میرا گمان ہے کہ جب حضرت والا ہمیشہ اعتکاف فرماتے ہیں تو اکابر نظام الدین اس کو تبلیغ کے لئے مضر کیسے سمجھ سکتے ہیں اور سُنا ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ اگر لمبے سفر سے واپس ہوتے تو رائے پور حاضر ہوتے یا پھر تین دن کا اعتکاف فرماتے تھے ۔ یہ سب شکایت کے طور پر نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ پُرانی جگہ پر اعتکاف نہ کرنے کی وجہ تحریر کر رہا ہوں ۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ یہاں حاضری ہوگئی ہے اور معمولات ادا بھی نہیں ہو رہے ہیں لیکن حضرت والا کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت پھیکا پھیکا لگتا ہے ۔ آنند کے میزبان حاجی احمد بہت بہت سلام مسنون کہتے ہیں ۔ اور دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں کچھ پریشان زیادہ ہیں ۔ دعاؤں کی درخواست ہے خادم زادہ رشید احمد قرآن پاک سُنا رہا ہے ۔ اس کے لئے اور اہلیہ کے لئے اور دیگر بچوں کے لئے دُعا کی درخواست ہے ۔

ننگ آستانہ عالیہ

کفایت اللہ پالنپوری

جواب میں گرامی نامہ از حضرت اقدس کی نقل

مکرم و محترم مدفیوضکم !

بعد سلام مسنون ۔ گرامی نامہ ۲۸ رمضان کو مجھے افریقہ میں مِلا ۔ آپ مجھے بہت یاد آئے مگر افریقہ ساری دنیا سے الگ ملک ہے معلوم ہوا کہ یہاں آنے میں بہت مشکلات ہیں ، بہت سے احباب دو دو ماہ سے کوشش کر رہے تھے مگر نہ آ سکے ان کے خطوط بھی بہت آئے بالخصوص قاری امیر حسن صاحب اور بہت سے آدمی ۔ جس احمق مبلّغ نے یہ کہا کہ اکابر تبلیغ اعتکاف کے مخالف ہیں بالکل غلط کہا

اور جھوٹ کہا۔ نظام الدین کی مسجد میں جو مرکز تبلیغ ہے اس میں ہر سال رمضان میں سینکڑوں معتکف ہوتے ہیں۔ چچاجان کے زمانہ میں، پھر مولانا محمد یوسف اور مولانا انعام الحسن صاحب کے دور میں اعتکاف کا ہمیشہ معمول رہا ہے میرے یہاں ہمیشہ کئی سو آدمیوں کا مجمع رہتا ہے اور اس وقت اعتکاف ہی کی وجہ سے افریقہ آیا ہوا ہوں، ڈھائی ہزار کے قریب معتکف ہیں۔ اعتکاف مسنون ہے، اس کی کون مخالفت کرسکتا ہے۔ اگر آپ دنوج ہی میں شروع کر دیتے تو آپ کی وجہ سے وہاں بھی اعتکاف کا سلسلہ شروع ہوجاتا۔ یہ آپ نے صحیح سنا کہ جب چچاجان نور اللہ مرقدہٗ میوات کے سفر سے واپس تشریف لاتے تو یا رائے پور۔ سہارنپور کو دو دن کے لئے جاتے یا پھر اپنی مسجد میں تین دن کا اعتکاف کرتے ان کے ملفوظات میں یہ بات چھپی ہوئی ہے۔

حاجی احمد صاحب سے بھی میرا سلام کہہ دیں آپ کے لئے اُن کے لئے دل سے دُعا کرتا ہوں۔ عزیز رشید احمد سلمہٗ کے قرآن سنانے سے مسرت ہوئی، اللہ جل شانہٗ سہولت سے پورا کرائے۔ آپ کو اور اس کو مبارک فرمائے۔ آپ کے گھر والوں کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقیات سے نوازے۔

اگر زندگی ہے تو محرم میں ہندوستان کا ارادہ ہے۔ میری روانگی پرسوں کو یہاں سے ہے اور مدینہ طیبہ وسط ذی قعدہ تک پہنچنے کا ارادہ ہے۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی
بقلم نجیب اللہ ۔ یکم اگست ۱۹۸۱ء
اسٹینگر جنوبی افریقہ

حضرت اقدس کے خط کو شائع کروانے اور اہمیت دینے کی وجوہات

①

مولانا موصوف کی جگہ جہاں اعتکاف نہیں ہوسکا۔ وہاں قدیم سے اعتکاف کا سلسلہ قائم تھا مولانا کے مریدین اور مسترشدین ماہِ مبارک میں مولانا سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اگر حضرت اقدس کا رمضان ملک کے اندر ہوتا تو یہ سب حضرات بھی مولانا کے ساتھ سہارنپور حاضری کی ہمت فرمالیتے تھے، مگر دوسرے ملک میں خصوصاً افریقہ جیسی جگہ سب کی حاضری ناممکن تھی جبکہ خود مولانا بھی پوری کوشش کے باوجود افریقہ نہیں پہنچ سکے، نصف سے زیادہ رمضان سفر میں گیا اور آخری عشرہ میں بھی نئی جگہ میں کرنا پڑا۔ پرانی جگہ پر جما ہوا خانقاہ کا کام برباد ہوا۔ یہ سب کچھ عام مبلّغ کے منع کرنے سے نہیں ہوسکتا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ ذمہ دار اور با اثر لوگ بھی ہوں گے جن کو اس نے اکابرِ تبلیغ کا نام دیا۔ اور مولانا موصوف (جو خود بھی وہاں با اثر سنجیدہ وفہیم مخلص تھے) کو ان کی بات نہ مان کر اعتکاف کرنے سے پارٹی بندی کا شدید خوف وخطرہ ہوگیا کہ مولانا خود بھی مارے مارے پھرے اور ان کے حلقہ کے غربا بھی محروم رہے۔

②

حضرتِ اقدس کا جماعت سے شدید تعلق جو گذشتہ اوراق میں بیان ہوا

اس تعلق کی بنا پر اپنی جماعت کی طرف اعتکاف کی سُنّت اور خانقاہی اجتماعیت کی مخالفت منسوب ہونے سے حضرتؒ کو بہت رنج ہوا ۔

(۳)

چونکہ جماعت میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوسکتے ہیں اس لئے بعض ناواقفوں کی طرف سے اسی قسم کی کئی باتیں سُننے میں آتی رہتی ہیں ۔ جن کو قابل توجہ نہیں سمجھا جاتا رہا یا انفرادی طور پر اصلاح کردی گئی ۔ اور اکابرِ تبلیغ کا مسلک اور ان کا عمل بتا کر ان کے اتباع کی ترغیب دینا کافی ہوتا تھا ۔ لیکن کچھ عرصے سے صورت حال ایسی ہوگئی ہے کہ لفظ اکابرِ تبلیغ کے مفہوم کی وضاحت ضروری ہوگئی ہے ۔

دین کا کام اتنا اونچا ، نازک اور ذمہ داری کا کام ہے کہ اصلاً انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد ان کے نائبین ہی کا کام ہے جو علماء ربانیین اور مشائخ حقہ ہیں ۔ یہی حال تبلیغ کے مُبارک کام کا ہے کہ اس میں اصل اکابرِ تبلیغ حضرت دہلویؒ اور ان کے جانشین خلفاء اور اہلِ علم و فضل حضرات ہیں ۔

دین کے کسی شعبہ میں جب ان علماء ربانیین کے علاوہ کسی نے بھی اپنے کو مستقل سمجھتے ہوئے اور ان سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے کام کیا اس نے کام کو خراب کیا اور بجائے ہدایت کے گمراہی پھیلائی خواہ وہ کتنا ہی ذہین اور قربانی دینے والا ہو بلکہ اس میں تنہا اخلاص بھی کافی نہیں ہوتا ۔ البتہ بطور کارکن اور معاونین کے ہر شعبہ میں سینکڑوں آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے ، ان کارکنوں میں بعض اچھی ذہنی صلاحیتوں والے اعلیٰ جذبات والے اور قابل قدر قربانیاں دینے والے بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کام فروغ پاتا ہے ۔ اگر یہ حضرات علمائے ربانیین کے دست و بازو نہ بنیں تو کام کا پھیلاؤ عادتاً محال ہوتا ہے لیکن

ان حضرات کو صرف اپنے کام میں مہارت ہوتی ہے دین کے دوسرے شعبوں کا علم نہیں ہوتا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ آدمی کو جس چیز کا علم نہ ہو وہ اس چیز کا مخالف ہوتا ہے یا کم ازکم اس کے دل میں اس کی اہمیت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک عامی آدمی اگر کسی اُستاد کو دیکھے کہ بچے کو الحمد شریف یاد کررہا ہے یا نماز کی ترکیب بتارہا ہے تو وہ یہ سمجھے گا کہ استاد ایک دین کا کام کررہا ہے، اگر وہی اُستاد کسی دوسرے بچے کو صرف ونحو کے قواعد رٹا رہا ہو تو وہ عامی شخص اُستاد کو پہلی نظر سے نہیں دیکھے گا اور نہ ہی اس کے اس کام کو اتنا اہم سمجھے گا بلکہ ممکن ہے اسے بہت ہی معمولی اور گھٹیا درجہ کی خدمت خیال کرے گا۔ اور یہی حال تبلیغ کے بعض سرگرم کارکن حضرات کا پایا جاتا ہے۔

ان سرگرم کارکنوں کی دین کے ہر شعبہ میں ضرورت ہوتی ہے چنانچہ انہیں حضرات کی بہترین دماغی صلاحیتوں، انتظامی اور تشکیلی خوبیوں، غیر ملکی زبانوں کی واقفیت اور ان کی جان و مال کی قربانیوں کو تبلیغ کے سارے عالم میں فروغ پانے کا بہت بڑا حصّہ ہے۔ تمام بزرگانِ دین اور اکابر تبلیغ کو اس کا اعتراف ہے اور بجا طور پر ان کے قلوب میں ان کی وقعت ہے اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا لیکن دوسری حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ یہ حضرات علماء راسخین کی طرح دین کے جمیع علوم ظاہریہ و باطنیہ کی تکمیل کرکے پھر علماً وعملاً اس میں مہارت و بصیرت پیدا ہونے کے بعد کام میں نہیں لگے بلکہ علم کا عمومی اور ضروری حصّہ جو اس مبارک کام کا موضوع ہے اسی کو انھوں نے حاصل کیا اسی کو دیکھا اسی سے اپنے اندر تبدیلی پائی اس سے زیادہ کی ضرورت اور اپنے اندر اس کی کمی محسوس نہیں کی۔ اور چونکہ ان کو اس کام کے بعض یا اکثر اجزاء میں مہارت اور تجربہ حاصل ہوجاتا ہے جس کو وہ لوگ یا ان کے مستفیدین یہ خیال کرتے ہیں کہ

یہ دین میں کامل ہوگئے۔ لہذا ان کا ہر قول ہر دینی امر میں حجت ہے حالانکہ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ یہ ایک خطرناک مغالطہ ہے۔

حالانکہ تمام دینی اُمور میں صحیح فیصلہ کہ کونسا عمل کتنا ضروری اور کس وقت کس دینی امر کو مقدم اور کس کا قدرے نقصان برداشت کرنا اور کس کا قطعًا کوئی نقصان برداشت نہ کرنا ان سارے امور کا تفصیلاً واجمالاً فیصلہ صرف علماء ربانیین ہی کا حق ہے کہ یہ بات شرعًا وعقلاً واضح ہے۔

لیکن صورت حال یہ ہو کہ ان کارکنوں کو ایک مختصر ومخصوص دینی نصاب اور دین کے ایک ہی شعبہ اور دعوت کے ایک ہی طریق کار میں شب وروز محنت اور اسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالینے سے دین کے اس حصہ سے شدید تعلق ہوگیا یہ شدت تعلق ان قابلِ قدر حضرات میں سے بعض کے لئے دین کے اس حصّہ کے ماسوا سے بیزاری اور ان کے بُعد کا باعث ہوگیا۔ ایسی صورت میں ان حضرات سے کبھی کبھی جوش میں تبلیغ کے علاوہ دوسرے شرعی ودینی امور کے متعلق نازیبا الفاظ نکل جاتے ہیں اور تبلیغی کام کو نقصان پہنچانے والی حرکات سرزد ہوجاتی ہیں ان حضرات میں کچھ خام علماء بھی ہوتے ہیں جو اگرچہ کسی مدرسہ سے باقاعدہ فارغ التحصیل تو ہوتے ہیں مگر علمی استعداد کی کمی یا علمی شغلہ اختیار نہ کرنے کی وجہ سے بعد میں ان کے پاس صرف مدرسہ کی سند ہی رہ جاتی ہے چاہے تقریر وغیرہ میں مہارت حاصل کرکے عوام میں بڑے علماء شمار ہوتے ہوں۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر ہونی چاہیئے کہ ماشاء اللہ کام کا پھیلاؤ اس وقت سارے عالم میں ہوگیا ہے اور الحمدُلِلّٰہ بڑھتا جارہا ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ اس سارے وسیع کام کے لئے ذمہ دار اکابر تبلیغ تو چند ایک ہی ہیں معیاری کارکنوں کی بھی بہت کمی ہے اس لئے جو بھی آگے بڑھتا ہے اس کو قبول کرنا اور

ذمہ داریاں سپرد کرنا پڑتی ہیں۔ ان میں بعض حضرات کام میں سرگرمی دکھلاکر عوام میں ایسی مرجعیت پیدا کر لیتے ہیں کہ عوام انھیں کو اکابر تبلیغ اصل ذمہ دار سمجھنے لگ جاتے ہیں اور پھر انھیں کی بعض غلط باتوں اور ان کے خود ساختہ اصولوں کو اکابر کے نام سے آگے پھیلاتے ہیں جو تبلیغ کے لئے نقصان دہ اور تبلیغ پر اعتراضات کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے آج کل سب نئے پرانوں کے لئے سلامتی اور ترقی کا راستہ، اپنے اصل اکابر کی اتباع اور قدیم اصولوں کو مضبوطی سے اپنانے ہی میں ہے۔

حضرت شیخ دامت برکاتہم اپنے رسالہ "تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات" کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "کام کرنے والے احباب سے باصرار درخواست ہے کہ حضرت حضرت دہلوی اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کے ملفوظات اور ارشادات اور ہر دو کی سوانح عمریاں اور مکاتیب بہت اہتمام سے مطالعہ میں رکھا کریں کہ کام کرنے والوں کے لئے یہ بہت قیمتی موتی ہیں اور ان اصولوں کی پابندی کام میں اضافہ اور برکت کا سبب ہے۔ اور جیسا کہ حضرت دہلوی نور اللہ مرقدہٗ نے بار بار فرمایا اور ملفوظات میں بھی کئی جگہ آیا کہ ان اصولوں کی رعایت سے تو ان شاء اللہ کام میں ترقی کی امید ہے اور بے اُصولی سے سخت خطرات کا اندیشہ ہے۔"

چونکہ مندرجہ بالا امور جن کی تفصیل گذشتہ اوراق میں تحریر ہوئی ہے، ان کی ایک عمومی سی فضا بنتی جارہی ہے اور آئے دن اِدھر اُدھر سے کچھ نہ کچھ واقعات سننے اور دیکھنے میں آتے رہتے ہیں اور کام اب ما شاء اللہ اتنا پھیل گیا ہے کہ مسئلہ اب چند افراد کا نہیں جن کو زبانی تنبیہ کافی ہو جاتی بلکہ عمومی ذھن

بدلنے کی ضرورت تھی جس کے لئے عمومی تحریر کی ضرورت ہوئی، اور وہ بھی کسی مؤثر شخصیت کے ذریعہ جو کہ اس مبارک کام کے بانی کے ابتدائی شریک کار اور اس کے بنیادی اصول تیار کرنے میں مشیر خاص رہ چکے ہوں اور بانیٔ تبلیغ کے وصال کے بعد سے لے کر تادم تحریر اس پورے کام کے سرپرست اور پشت پناہ ہیں اور جن کے لئے موجودہ اکابرِ تبلیغ مثل بیٹوں کے ہیں اور شاگردانِ رشید اور مسترشدین ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور اس مبارک کام کو اپنے اور غیروں کے فتن سے بچا کر اور تمام رکاوٹوں کو دور فرما کر زیادہ سے زیادہ ترقی وفروغ دے۔ آمین یارب العٰلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولٰینا محمدٍ واٰلہٖ وسلّم

محمد اقبال

۳ر ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

گرامی نامہ

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی
نور اللہ مرقدہ

باسمہٖ سبحانہٗ

مکرم و محترم جناب الحاج بھائی صغیر صاحب ! بعد سلام مسنون ؛ میری طبیعت خراب ہی چل رہی ہے ۔ قسم قسم کے عوارضات ساتھ لگے ہوئے ہیں ۔ اللہ ہی میرے حال پر رحم فرمائے ۔ صوفی اقبال کے رسائل " ذکر کی اہمیت "، " اعتکاف کی اہمیت " اور " ایک نصیحت آموز ترغیبی خط " تمہیں بھیجا گیا ہے کہ پاکستان میں تینوں کو یکجا چھاپ دو ۔ تم اس سے پہلے بھی میرے کئی رسائل چھپوا چکے ہو ۔ میری وجہ سے تم دوستوں کو بڑی ہی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں ۔ اللہ جل شانہٗ تمہیں دونوں جہان میں اپنی شایانِ شان اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے ۔ مکارہ سے محفوظ فرمائے، دارین کی ترقیات سے نوازے ۔ آجکل میرے اوپر اس ذکر کی لائن کے فروغ کا بہت ہی فکر سوار ہو رہا ہے ۔ خدا کرے دینی مدارس اور دینی مراکز میں یہ عام ہو جائے اور زیادہ سے زیادہ ذاکرین پیدا ہو جائیں ۔ یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ تمہیں بھی اور اس سیہ کار اور میرے سب دوستوں کو ذکر کی تبرکات سے نوازے ۔ فقط والسلام

از کاتب سلام مسنون	حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب زید مجدہٗ	
درخواست دعا،	بقلم نجیب اللہ	۷ر مارچ ۸۲ء

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com   فون: 0092-312-2502281